حضرت العلامہ مولانا محمد عبد المعبود صاحب، راولپنڈی
مصنف تاریخ مکۃ المکرمہ و تاریخ مدینہ منورہ

دار العلوم حقانیہ

تاسیس اور ارتقائی مراحل

> کسی دار العلوم کا مقام مسلم معاشرہ کے لیے علوم نبوت کے پاور ہاؤس جیسا ہوتا ہے جس کے ذریعہ علوم نبوت کی روشنی رہتی دنیا تک بھٹکتی ہوئی انسانیت کیلئے ضو افشانی کا کام دیتی ہے۔ (حضرت شیخ الحدیثؒ)

ایشیا کی فقید المثال اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کے شہرۂ آفاق معلّم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق قدس سرہ اکابرین ومشائخ دار العلوم کے منظورِ نظر اور مسندِ تدریس کے مہتاب تھے، ایک زمانہ تک اس منصبِ رفیع پر فائز رہے۔ موصوف کی علوم و فنون میں غایت درجہ مہارت کے باعث منتظمین حضرات ان کی ترقی کے خواہاں تھے۔ لیکن موصوف کے والد بزرگوار اپنے لختِ جگر، نورِ نظر کو اپنے ظلِّ عاطفت میں فرائض تدریس انجام دینے کے خواہشمند تھے۔ جیسا کہ حضرت شیخ نے فرمایا:۔

"جب میں نے دار العلوم دیوبند میں دورۂ حدیث مکمل کرلیا اور طلبہ میں تکرارِ اسباق اور فارغ اوقات میں تدریس اور معقولات میں دلچسپی کی وجہ سے اساتذہ اور دار العلوم دیوبند کے مشائخ مجھ پر بے حد شفقت فرمانے لگے تھے اور میرے بارے میں یہ فیصلہ کرلیا گیا تھا کہ مولانا محمد نبی حسن جو ریاضی منطق اور فلسفہ کے کامیاب استاد تھے کے وفات پاجانے سے ان کی جگہ مجھے نئے سال سے دار العلوم دیوبند میں تدریس کی ذمہ داریاں سونپ دی جائیں مگر ایسا ہوا کہ بعض حاسدین اور معاصرین طلبہ جو کل تک میرے ساتھی تھے اور نئے سال سے مجھے ان کا ہی استاد بننا تھا نے درخواست دے دی اور لکھا کہ جو شخص کل تک ہمارا ساتھی رہا ہم اس کو اپنا استاد بنا کر اس کی بالادستی تسلیم نہیں کرتے۔ اور یہ بالادستی کیسے تسلیم کریں کہ ابھی تک اس کی داڑھی بھی نہیں آئی ہے۔

ادھر سے والد ماجد کا ایک تاکیدی خط آیا کہ فوراً اکوڑہ پہنچ جاؤ اور میری سرپرستی و نگرانی میں بغیر تنخواہ اور معاوضہ کے صرف اللہ ہی کی رضا کی خاطر تعلیم و تدریس اور خدمتِ دین کا کام شروع کردو۔

میں والد ماجد کے حکم سے اکوڑہ خٹک آگیا تو اس کے بعد میری مجوزہ جگہ پر تدریس کے لئے حضرت افغانیؒ کا انتخاب ہوا۔ اور غالب خیال یہ ہے کہ حضرت اس وقت قلات میں تھے اور یہاں ایک کامیاب مدرس کی ضرورت تھی۔ تو حضرت افغانیؒ کو قلات سے بلا لیا گیا تھا۔

بہرحال اس دور میں، میں نے حضرت افغانیؒ کی زیارت نہیں کی تھی کہ ان سے کبھی ملاقات کا موقعہ نہیں ملا تھا مگر ان سے غائبانہ تعارف تھا۔ اسی غائبانہ تعارف کی بنیاد پر انہوں نے مجھے بارہا قلات میں محکمۂ قضا کی افسری کے لئے بلایا اور تاکیدی خطوط بھی لکھے تھے مگر میرے والد مرحوم ان چیزوں کے مخالف تھے وہ مجھے قاضی کی بجائے مدرس دیکھنا چاہتے تھے۔ اور میری اپنی افتادہ طبع بھی منصب قضا اور سرکاری ملازمت وغیرہ سے متوحش تھی۔

حضرت والد مرحوم کا نظریہ یہ تھا کہ نہ دنیا کا کاروبار کرو، نہ تجارت اور نہ مزدوری کرو اور نہ تدریس پر معاوضہ اور تنخواہ لو۔ بس صرف اور صرف فی سبیل اللہ تدریس اور اشاعت دین کی خدمت انجام دو۔ اس طرح اپنی مزاجی اور حضرت والد صاحب کی خواہش پر میں نے حضرت افغانیؒ کی اس پیش کش اور اس کے قبول کرنے پر اصرار سے معذرت کردی"

۱۹۴۷ء میں وطن عزیز آتے ہوئے تھے کہ ہلاکت خیز، ہنگامہ آفریں اور وحشت ناک تقسیم ملکی کا المیہ پیش آگیا۔ نامساعد حالات اور جاں گداز خطرات دیوبند واپسی میں سنگین رکاوٹ تھے۔ ادھر موصوف کی اعلیٰ صلاحیتوں اور بلند پایہ علمی استعداد کے جوانٹ نقوش منتظمین دار العلوم دیوبند کے دلوں پر ثبت ہوچکے تھے انہیں یہ گوارہ ہی نہ تھا کہ ایسے ذی وقار، مخلص، بے لوث اور پیکر صدق و صفا معلّم کی فیض رسانی سے دیوبند کے تلامذہ محرومی کا شکار ہوجائیں۔ چنانچہ اکابرین دار العلوم دیوبند بالخصوص شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے حکومتی سطح پر سعی بلیغ کرکے سفری تحفظات فراہم کرنے کی ذمہ داری بھی قبول فرمالی۔ لیکن موصوف کے والد گرامی قدر فرزند جلیل کو اس خون آشام موقع پر دیوبند بھیجنے پر آمادہ نہ تھے۔

یہ ظاہری حالات و واقعات شیخ الحدیث کے درخشندہ مستقبل کا پیش خیمہ ثابت ہوئے، جن کے در پردہ مشیتِ ایزدی اس میں تھی کہ پاکستان اور افغانستان کے دشت و صحرا اور کہساروں کو علم و عرفاں کا گلشن و گلزار بنایا جائے اور از ہر ہند، مادر علمی دار العلوم دیوبند کے بحرِ بیکنار کی ایک نہر اس خطۂ ارضی کو سیراب کرے

چنانچہ شیخ الحدیث مولانا عبد الحقؒ نے ذی قعدہ ۱۳۶۶ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۷ء کو اکوڑہ خٹک ہی میں اپنی رہائش گاہ کے متصل ایک چھوٹی سی مسجد میں تعلیم و تعلم کا مبارک سلسلہ شروع کردیا۔ مذکورہ مسجد اپنے

تعمیری انداز، سادگی اور حدودِ اربعہ کے لحاظ سے دیوبند کی "چھتہ والی مسجد" کے ساتھ بہت حد تک مماثلت و مطابقت رکھتی تھی۔ جہاں دارالعلوم دیوبند معرضِ وجود میں آیا تھا۔ جس کا افتتاح محمود مُعلّم اور محمود مُتعلّم نے فرمایا، جو ایک قلیل مدت میں عالمی شہرت کا حامل عظیم المرتبت "دارالعلوم" کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

جس طرح چھتہ والی مسجد میں واقع انار کے مبارک سایہ تلے ایک استاد اور ایک شاگرد نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی تھی۔ یوں ہی اکوڑہ خٹک کی مسجد میں واقع شہتوت کے درخت کے سایہ میں بیٹھ کر دارالعلوم حقانیہ کی ابتداء ہوئی حضرت شیخ کی بے نفسی اور خلوص کا تعجب انگیز مظاہرہ تھا کہ قائم کی جانے والی درسگاہ کی تشہیر و اعلان، پوسٹر و بینر، سائن بورڈ یا اخباری اشتہارات کے ذریعہ پروپیگنڈہ کرنا تو کجا نام تک تجویز نہیں فرمایا۔ لیکن درس و تدریس میں حسنِ کارکردگی اور رجال گسل محنت طالبانِ علوم کے دلوں میں رچ بس گئی اور موصوف کے نام کی مناسبت ہی سے از خود "دارالعلوم حقانیہ" زبان زدِ خاص و عام ہو گیا

"دارالعلوم حقانیہ" کے محلِ وقوع اور مسجد کی سادہ و بے نمود عمارت میں دلکشی اور دلربائی کے فقدان کے باوصف یہ مرجعِ خلائق بن گیا اور تشنگانِ علوم اسلامیہ پروانہ وار اس شمعِ عرفاں کے گرد جمع ہونے لگے۔ قیام مدرسہ کے وقت نہ کوئی فنڈ جمع تھا نہ مجیز حضرات کی جماعت کا کہیں وجود تھا، نہ انتظام و انصرام کی کوئی ظاہری صورت سامنے تھی۔ لیکن توکلاً علی اللہ صرف اخلاص و للّٰہیت زہد و تقویٰ اور محنت و جاں فشانی کے سرمائے سے اس "گلشنِ سدا بہار" کی آبیاری کا بیڑہ اٹھالیا۔

بانی دارالعلوم حقانیہ جہاں تائیدِ خداوندی اور نصرتِ ایزدی سے سرفراز تھے۔ وہاں دارالعلوم دیوبند کے جلیل القدر اساتذہ کی سرپرستی اور دعائیں بھی سرمایۂ افتخار تھیں۔ علاوہ ازیں موصوف ایک عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں مسندِ تدریس پر فائز رہ چکے تھے۔ جس کے باعث علمی دنیا میں آزمودہ کار، کہنہ مشق اور کامیاب مدرس کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے۔ یہی وہ اسباب و عوامل تھے، جنہوں نے دارالعلوم حقانیہ کو بہت جلد علمی رفعتوں اور ترقی کے بامِ عروج تک پہنچا دیا اور معیاری تعلیم و تربیت، اعلیٰ ترین نظم و ضبط اور بے لوث تبلیغی و تعلیمی خدمات کے باعث برصغیر کے عالمی شہرت یافتہ مدارس میں شمار ہونے لگا۔

ایک اور سلسلۃ الذہب کی کڑیوں کو ملاتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ کے پس منظر پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں۔

"مجھے اگرچہ تاریخی اعتبار سے تو متحقق نہیں مگر آثار و قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اسی جگہ قائم ہے۔ جہاں شہداء بالاکوٹ کی سب سے پہلی تلوار چلی تھی۔ یہاں ان کے رفقاء شہید ہوئے تھے، دراصل اس بے آب و گیاہ پسماندہ اور پہاڑی علاقہ میں کھنڈرات اور پتھروں سے دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں علوم و معارف کے جو چشمے آپ کو پھوٹتے نظر آرہے ہیں۔ کیا عجب کہ اس میں سیدین الشہیدین اور ان کے سرفروش رفقا اور جاں نثار اور تحریکِ احیائے دین کے شہیدوں کا خون رنگ لایا ہو۔ اور یقین ہے کہ اکوڑہ خٹک میں علوم و معارف کی یہ بہاریں ان ہی انفاسِ قدسیہ کے برکات ہیں"

جس طرح علوم نبوت کا لامتناہی نورِ عرفاں "چھتہ والی مسجد" سے برق رفتاری کے ساتھ اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلنے لگا۔ تو مسجد کی وسعتیں اسے اپنے دامن میں سمیٹنے سے عاجز آگئیں۔ جس کے پیش نظر بانی اور منتظمین نے ایک وسیع خطۂ اراضی پر مدرسہ قائم کرنے کا عظیم الشان منصوبہ بنایا۔ جہاں آج بھی دارالعلوم دیوبند کی پُرشکوہ، نادرۂ روزگار عمارت اپنی رفعتوں اور عظمتوں کے ساتھ فیض بار ہے۔

اسی طرح اکوڑہ خٹک کی چھوٹی سی مسجد میں قائم مدرسہ اگرچہ پس ماندہ علاقہ میں واقع ہونے کے باعث ظاہری رعنائی اور دلربائی کا حامل نہ ہونے کے باوجود حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جامع اوصاف شخصیت میں کچھ ایسا مقناطیسی اثر تھا۔ کہ دور دراز علاقوں اور ملکوں مثلاً پاکستان، افغانستان، ایران، قبائلی علاقہ جات سے قرآن و حدیث کے عشاق کشاں کشاں آرہے تھے۔ شمع عرفاں کے گرد پروانوں کا جمِ غفیر ہمہ وقت رونق افروز رہتا۔ جن کی شایانِ شان نہ رہائش کی سہولتیں میسر تھیں، نہ خورد و نوش کا اطمینان بخش انتظام۔ اور نہ ہی علوم عالیہ فاضلہ کے طالبان کے لئے مدرسین کی معتد بہ جماعت دستیاب تھی۔

اس لئے بانی اور منتظمین حضرات کو دارالعلوم کی توسیع و ترقی کی فکر دامن گیر ہوتی۔ لیکن وسائل و ذرائع کا فقدان حوصلہ شکن تھا، تاہم نامساعد حالات اور روح فرسا مشکلات سے بے نیاز ہو کر حضرت شیخ نے طے شدہ منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ٹھان لی۔ حضرت موصوف صبر و ثبات اور توکل و تبتّل کے کوہ ہمالیہ تھے۔ مشکلات کے بلاخیز طوفانوں سے مردانہ وار ٹکرا جانا "اکابرین دیوبند" سے ورثہ میں ملا تھا۔ چنانچہ آپ کی شاندار اور مثالی جدوجہد کے تابندہ نقوش جریدۂ عالم پر ثبت ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کے ارتقائی مراحل

حضرت شیخ الحدیث، دارالعلوم کے ارتقائی مراحل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ اس شہر اکوڑہ میں آپ سب نے اولاً ایک چھوٹا سا سکول بنایا جو آج بحمد اللہ ۳۵، ۴۰ سال سے قرآن اور دین کی تعلیم و تربیت میں مصروفِ کار ہے۔ اس سکول سے ہم مسجد (قدیم دارالعلوم حقانیہ) کو منتقل ہوئے۔ پھر اس مسجد سے اس عظیم دارالعلوم حقانیہ کو منتقل ہوئے۔ جس میں آج آپ سب تشریف فرما ہیں۔ آپ کو معلوم ہے اس جگہ بڑے بڑے کھڈے تھے، جنگل اور بنجر زمین تھی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ جنہوں نے دارالعلوم کے لئے یہ زمینیں وقف فرما دیں اور جو زندہ ہیں ان کی عمر میں برکت دے۔

اب وہ چھوٹا سا پو ۔ ۔ ۔ ۔ حل سے دریا کی شکل میں بہہ رہا ہے"۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:۔

"یہ مسجد (مسجد شیخ الحدیث) ہمارا اولین دار العلوم ہے ۔ ابتدائی دس پندرہ سال دار العلوم اسی مسجد میں رہا ۔ اس چھوٹی سی مسجد کے چاروں کونوں میں مدرسین سبق پڑھایا کرتے تھے ۔ یہ برآمدہ ہمارا دار الحدیث تھا پھر یہاں جگہ کی طور مزید گنجائش نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے غیب سے انتظام فرمایا اور موجودہ مقام پر دار العلوم کو پہنچا دیا ۔ یہاں بھی کھڈے تھے پانی کے بڑے بڑے گڑھے تھے ۔ جب ہم کھڈوں اور گڑھوں کی بھرائی کر کے طلبہ کے لئے تعمیر کرتے تو ساتھیوں میں اختلاف ہوتا ۔ وہ کہتے کہ بھرائی زیادہ نہ کرائی جائے، خرچ زیادہ ہو رہا ہے اور فنڈ نہیں ہے ۔ اتنا فنڈ کہاں سے لاؤ گے ۔ یہی وجہ ہے کہ دار العلوم کے آدھے حصے کی سطح سڑک سے نیچے رہ گئی ہے ۔ وہ بھی زمانہ تھا ۔ جب ہم دار العلوم کے لئے ایک ایک اینٹ پر سوچا کرتے تھے کہ خریدی جائے یا نہ ۔ اگر خریدیں تو فنڈ کہاں سے لائیں گے، پھر خدا کے توکل سے قدم اٹھا لیتے تو اللہ پاک غیب سے انتظام بھی فرما دیتا تھا ۔

اب اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و کرم ہے کہ اللہ نے دار العلوم حقانیہ کو دینی مدارس میں ایک ممتاز مقام سے نوازا ہے ۔ پاک و ہند، بنگلہ دیش، عرب اور امریکہ و لندن اور دنیا کے گوشے گوشے تک دار العلوم کا حلقہ وسیع ہو چکا ہے اور اس کے فضلاء خدمت و اشاعت دین میں مصروف ہیں"۔

اولین مجلس شوریٰ اور حضرت شیخ کی کرامت

دار العلوم حقانیہ کا نظم و نسق اور انتظام و انصرام چلانے کے لئے جو اولین مجلس شوریٰ تشکیل دی گئی وہ پانچ روشن ضمیر ارکان پر مشتمل تھی ۔ جنہوں نے قابل تقلید جاں فشانی، محنت و لگن اور عرق ریزی سے اپنے فرائض منصبی کو انجام دیا ۔ ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں :۔

(۱) شیخ الحدیث مولانا عبدالحق (۲) الحاج محمد یوسف صاحب ۔

(۳) الحاج سید نور بادشاہ صاحب (۴) حاجی غلام محمد صاحب ۔

(۵) ملک امیر الٰہی صاحب ۔

حضرت مولانا گل رحمٰن صاحب ناظم مدرسہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں دار العلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ وہاں مسندِ تدریس پر جلوہ نما تھے، مجھے اکثر کہا کرتے تھے کہ "مولانا جب ہم مدرسہ بنائیں گے تو میں مہتمم بنوں گا اور آپ ناظم مطبخ کے فرائض انجام دیں گے"۔

لیکن میں اسے ہمیشہ حضرت کی تفننِ طبع اور مزاح پر محمول کرتا رہا ۔ اور یہ بات تو کبھی میرے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آئی تھی کہ فی الواقعہ حضرت دار الشان دار العلوم دیوبند کے اس رفیع الشان منصب کو چھوڑ کر کسی مدرسہ کے مہتمم بن جائیں گے ۔ اور اگر موصوف اپنی اعلیٰ وارفع علمی حیثیت کے باعث مہتمم بن بھی گئے، تو میں اس لائق کہاں کہ مہمانانِ ذی شان (مدرسین و متعلمین) کی خدمت کی سعادت حاصل کر سکوں گا ۔ مگر وقت نے اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ؎

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

چنانچہ کچھ عرصہ بعد ملک تقسیم ہو گیا ۔ پاکستان کے علماء کرام اور طلباء کا ہندوستان میں علوم اسلامیہ کے حصول کے لئے جانا ممکن نہ رہا ۔ ان حالات کے پیش نظر حضرت شیخ نے دار العلوم حقانیہ قائم فرمایا اور وہ اہتمام کے ذی وجاہت منصب پر فائز ہوئے اور مجھے ناظم مطبخ مقرر فرما دیا ۔ بحمد اللہ تیس سال تک اس خدمت پر مامور رہا"۔

(موصوف آج بھی دار العلوم حقانیہ کی نظامت علیا پر متمکن ہیں)

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

دار العلوم کی تعمیر نو

دار العلوم حقانیہ ایک مدت تک تعلیمات قرآنی علوم نبوت اور فنون لطیفہ کی شاندار خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ اسلامی قدروں کے تحفظ، استحکام اور فروغ کے لئے کوشاں رہا ۔ لیکن مہمانانِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم (طلباء کرام) کے شایانِ شان باوقار رہائش کا انتظام نہ تھا ۔ مساجد کے علاوہ کرایہ کے مکانات طلباء کے اقامت گاہ تھے ۔ لیکن اس میں جہاں طلباء کو طمانیت قلبی میسر نہ تھی ۔ وہاں کرایہ کا بار گراں دار العلوم کے لئے ناقابل برداشت تھا، نیز دار العلوم کے وسیع تر مقاصد کی تکمیل کے لئے کشادہ جگہ کا حصول اور تعمیر جدید ناگزیر تھی ۔

چنانچہ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا میاں مسرت شاہ صاحب کاکاخیل منعقد ہوا ۔ جس میں دار العلوم حقانیہ کے لئے ایک عظیم الشان عمارت کی ضرورت کو بڑی شدت سے محسوس کیا گیا اور اس کی تعمیر کو ناگزیر قرار دیا ۔ اور حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک تعمیراتی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ۔

کنوینر ۔ مولانا خانزادہ محمد عبدالحق خان، ایم ۔ ایل ۔ اے آف شیدو مولانا الحاج میاں مسرت شاہ، عالی جناب میاں محمد اکرم شاہ کاکاخیل، عالی جناب خان محمد شماس خان، ایم ۔ ایل ۔ اے نوشہرہ ۔ الحاج خان محمد اعظم خان اکوڑہ خٹک ۔ الحاج میاں مراد گل، کاکاخیل ۔ مولانا قاری محمد امین، راولپنڈی ۔ مولانا معتبر خان سرگودہا ۔ مولانا حکیم نور الحق، الحاج حبیب الرحمٰن نوشہرہ ۔ الحاج میر احمد گل آف چشمی اور مولانا قاضی امین الحق اکوڑہ خٹک ۔

تعمیراتی کمیٹی کے ممبران نے بہت سے شہروں کا طوفانی دورہ کیا چونکہ دار العلوم حقانیہ کا قابلِ رشک تعلیمی عروج روز روشن کی طرح عیاں تھا اور تعلیم و تربیت اور تبلیغ و ترویج دین کی نمایاں ترقی مسلمانوں کو متاثر کر رہی تھی ۔ اس لئے ہر شہر میں تعمیراتی کمیٹی کا والہانہ خیر مقدم کیا گیا ۔ اور لوگوں نے گراں قدر عطیات پیش کئے، جن سے نہ صرف مجوزہ تعمیراتی منصوبہ بحسن و خوبی تکمیل پذیر ہوا ۔ بلکہ متعدد دیگر اخراجات کے باوجود ایک خطیر رقم بچ بھی گئی ۔ جن کی تفصیلات حضرت شیخ الحدیث ؒ نے بڑی

سپاس گزاری کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے دسویں سالانہ جلسہ دستاربندی و تقسیم اسناد کے موقع پر پیش فرمائیں :۔

موصوف نے فرمایا " صرف اٹھارہ ماہ کے قلیل عرصہ میں ایک لاکھ انتالیس ہزار پانچ سو نوے روپے چھ آنے آمدن ہوئی۔ جن میں سے تعلیمی، تنظیمی اور تعمیراتی مصارف ایک لاکھ تیس ہزار چھیاسی روپے تھے "۔

نئی پُرشکوہ عمارت کا افتتاح

نئی پُرشکوہ عمارت جس کا افتتاح ایک ایمان افروز، باوقار تقریب سعید میں جلیل القدر مشائخ اور ممتاز علماء کرام کے مبارک ہاتھوں کرایا گیا۔ تعمیر جدید حسب ذیل تھی دار الحدیث، ۲۰ کمروں پر مشتمل دارالاقامہ، درسگاہیں، دفاتر، لائبریری کنواں اور سبیل صرف تعمیر پر اٹھائے جانے والے اخراجات تراسی ہزار چار سو پچھتیس روپے تھے ۔

۱۴ شعبان ۱۳۷۶/ ۱۷ مارچ ۱۹۵۷ء کو دارالعلوم حقانیہ کی جدید عمارت اور نئے وسیع دارالحدیث میں قرآن مجید اور حدیث طیبہ کے درس سے افتتاح کیا گیا۔ استاذ العلماء جامع معقول والمنقول شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتی قدس سرہ نے ایک حدیث مبارک پڑھ کر اس کی تشریح و توضیح فرمائی اور امام الاولیاء، قطب الزماں، مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ نے دعا فرمائی ۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حاضرین کو بتایا ۔ کہ اس سال یعنی ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۷ء، چھ سو طلباء اور سولہ اساتذہ تھے ۔ جبکہ اس وقت تک یعنی صرف دس سال کے قلیل ترین عرصہ میں ۱۸۷ طلباء کرام کو دستار فضیلت سے نوازا گیا ہے ۔

حضرت ممدوح نے دارالعلوم حقانیہ کا آئندہ تعمیراتی پروگرام بھی پیش کیا اور فرمایا کہ دارالعلوم کی شایانِ شان مسجد، مزید دارالاقامہ اور مطبخ کی تعمیر کی فوری ضرورت درپیش ہے ۔ اس موقع پر گاؤں کے ایک معزز شخص ملک فرید خان نے آٹھ کنال زمین بلامعاوضہ کا عظیم عطیہ دارالعلوم کے لئے پیش کیا ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کی خدمت میں حکیم الاسلام، علامۃ العصر متکلم اسلام مولانا قاری محمد طیب نور اللہ مضجعہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے تاثرات پیش کئے جائیں ۔ جنہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے ماضی، حال اور مستقبل کی منظر کشی بے حد فرحت انگیز پیرایہ میں کی ہے

آج بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ احقر حسب دعوت حضرت مولانا عبدالحق بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا۔ اور دارالعلوم ہی میں قیام کیا ۔ آٹھ سال کے بعد اس سرچشمۂ علم میں حاضری کا یہ دوسرا موقعہ ہے ۔ ۱۳۷۰ھ میں احقر اس وقت حاضر ہوا تھا ۔ جب کہ مدرسہ کے لئے نہ کوئی خاص جگہ تھی، نہ مکان ۔ ایک مسجد میں غریبانہ انداز سے اساتذہ و تلامذہ نے کار تعلیم شروع کر دیا تھا لیکن آٹھ سال کے بعد دارالعلوم کو اس شان سے دیکھا ۔ کہ اس کے پاس شاندار عمارت بھی ہے ۔ وسیع میدان بھی ہاتھ میں ہے ۔ اس کے وسیع نظم و نسق کے لئے مختلف انتظامی شعبہ جات بھی ہیں ۔ شعبۂ تعمیر مستقل حیثیت میں اپنا کام بھی کر رہا ہے اور تعمیرات بھی روز افزوں ترقی پر ہیں ۔ طلبہ کی کثرت ہے، اساتذہ ماہر فنون کافی تعداد میں جمع ہیں ۔ ۲۶ طلباء فارغ التحصیل کی دستار بندی بھی ہوئی جن میں مختلف پاکستانی علاقوں کے علاوہ کابل و قندھار کے طلباء بھی ہیں ۔ ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد بھی رکھی جا رہی ہے خلق اللہ کا رجوع ہے، اعتماد ہے اور وہ پورے بھروسہ کے ساتھ پروانہ وار اس شمع علم کے اردگرد فدائیت و عقیدت کے ساتھ ہجوم کر کرکے آ رہے ہیں ۔ حتیٰ کہ مدرسے کے جلسے نے ایک عظیم الشان " علمی جشن " کی صورت اختیار کر لی ہے اور بلا تامل کہا جا سکتا ہے ۔ کہ آج اسے صوبہ سرحد کی سب سے بڑی اور مرکزی درسگاہ ہونے کا فخر حاصل ہے ۔ سات سال کی مختصر مدت میں یہ ظاہری و باطنی ترقیات بجز اس کے کہ کارکنوں کے اخلاص و للّٰہیت کا ثمرہ کہا جائے ۔ اور کیا کہا جا سکتا ہے ان مخلصین میں رائس حضرت مولانا عبدالحق اکوڑوی ہیں ۔ جن کے ایثار و اخلاص کو میں اس وقت سے جانتا ہوں ۔ جب کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے طالب علم اور اس کے بعد کافی عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے ایک ماہر فن استاد کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں مقیم تھے ۔ تقسیم ملک کے بعد بمجبوری اکوڑہ میں مقیم ہوئے اور دارالعلوم دیوبند آج تک ان کی جدائی پر نالاں ہے ان کے سادہ اور بے لوث مخلصانہ طبیعت اور خدمت نے ہی اس سات سال کی قلیل مدت میں اس مکتب کو مدرسہ اور مدرسہ سے دارالعلوم بنا دیا ہے ۔

اس دارالعلوم کے احاطہ میں پہنچ کر احاطہ دارالعلوم دیوبند کا شبہ ہونے لگتا ہے ۔ اور بالآخر یہ شبہ یقین سے بدل جاتا ہے ۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حقیقتاً اس نے اپنی صورت و سیرت میں دارالعلوم دیوبند کی صورت و سیرت کو سمو لیا ہے ۔ اور وہ دارالعلوم دیوبند ہی بن گیا ہے ۔ دعا ہے ۔ کہ حق تعالیٰ اس سرچشمۂ فیض کو اور اس کے بانی کو اپنے فضل و کرم کے سایہ میں تادیر قائم رکھے ۔ اور مسلمانانِ پاکستان کے لئے یہ مدرسہ نورِ ہدایت اور مینارۂ روشنی ثابت ہو ۔ صح

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب غفرلہ مدیر دارالعلوم دیوبند وارد اکوڑہ خٹک ۶ / ۴ / ۷۸ھ

۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء تک دارالعلوم حقانیہ پچیس کنال کے وسیع رقبہ پر قائم تھا ۔ جن میں بیس کشادہ اور صاف ستھرے کمرے، ایک عالیشان ہال، دفتر اور مطبخ شامل تھے ۔ جب کہ دارالاقامہ کی بالائی منزل پر ۱۵ کمرے زیر تعمیر تھے اور ساتھ عظیم الشان مسجد کی تعمیر بھی جاری تھی ۔

احاطہ سید احمد شہید

چونکہ بلند معیار تعلیمی ترقی کے پیش نظر طلباء کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہوتا رہتا تھا ۔ منتظمین حقانیہ طلباء کی رہائش گاہوں کی تعمیر جس قدر تیزی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے تھے ۔ طلباء کی تعداد میں اضافہ کی رفتار اس سے کہیں زیادہ تھی اس لئے زمانہ دراز تک

رہائش کا مسئلہ مکمل طور پر تکمیل پذیر نہ ہو سکا ۔ دارالاقامہ کے علاوہ متعدد مکانات کرایہ پر حاصل کر کے طلبا کے قیام کا انتظام کیا جاتا رہا ۔ اسی ضرورت کے پیش نظر دارالحدیث کے غربی جانب واقع درسگاہوں کی بالائی منزل دارالاقامہ کی غرض سے تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔ جس کا سنگ بنیاد شعبان ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۷۸ء مفکر اسلام، داعی کبیر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے دست مبارک سے رکھا گیا ۔ اس احاطہ کا نام بھی موصوف نے "احاطہ سید احمد شہید" تجویز فرمایا ۔ جو نو کمروں پر مشتمل ہے ۔ لیکن طلباء کرام کی روزافزوں بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ۳۰۰ طلبہ کی گنجائش پر مشتمل ایک مزید دارالاقامہ ازبس ضروری ہے ۔ جس پر ساٹھ لاکھ روپے کے مصارف کا تخمینہ ہے ۔

عملہ کے لئے مکانات کی تعمیر

دارالعلوم کے اساتذہ اور عملہ کی مستقل رہائش کے لئے مکانات کی شدید ضرورت تھی ۔ تاکہ اہل و عیال کے ساتھ اطمینان اور دلجمعی کی زندگی بسر کریں اور پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دے سکیں ۔ چنانچہ ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم کی غربی جانب پانچ مکانات تعمیر کئے گئے ۔ جن میں تمام سہولتیں دستیاب ہیں ۔ بعد ازیں مزید نو مکانات تعمیر کئے گئے اس طرح چودہ رہائشی مکانات تعمیر ہو چکے ہیں اور مزید تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے ۔ اس وقت دارالعلوم حسب ذیل چھ احاطوں پر مشتمل ہے ۔ احادیہ محمودیہ ، احاطہ قاسمیہ، احاطہ سید احمد شہید، احاطہ مدینہ اور احاطہ دارالمدرسین ۔

۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ء کو چھوٹی سی مسجد میں بے سرو سامانی کے عالم میں قائم ہونے والا دارالعلوم حقانیہ دھیرے دھیرے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے بحمداللہ اس وقت اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے ۔ سینکڑوں کنال اراضی پر محیط عظیم الشان عمارت میں قائم برصغیر کے آفاقی شہرت یافتہ مدارس میں منفرد مقام رکھتا ہے ۔ جس کے متعدد انتظامی اور تعلیمی شعبہ جات کامیابی کے ساتھ مصروف کار ہیں ۔ جن کا خاکہ پیش خدمت ہے ۔

اظہارِ شکر و امتنان

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ اپنے لگائے ہوئے "گلشنِ علومِ نبوت" کی روح پرور بہاروں اور ایمان افروز لطافتوں کو دیکھ کر خالقِ کائنات کا ہر بُنِ مو سے شکر ادا کرتے اور تحدیثِ نعمت کے طور پر اس "نعمتِ عظمیٰ" کی طرف اپنے متعلقین و متوسلین کی توجہ مبذول کراتے تھے ۔ جس کی ایک فرحت انگیز جھلک ہدیہ قارئین کی جاتی ہے حضرت شیخؒ نے فرمایا ۔

حسین گلدستہ

"اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کو حدیث ، تفسیر، فقہ اور فنون کے لئے اکابر و مشائخ اور بہترین اساتذہ کا حسین گلدستہ عطا فرمایا ہے ۔ یہ سب اکابر دیوبند ہی کی برکتیں ہیں ۔ ہمیں ان کی کفش برداری پر ناز ہے ۔"

حضرت شیخ نے فرمایا ۔ حضرت شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنیؒ نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو خط لکھا تھا کہ

"دیکھو! پاکستان میں دارالعلوم حقانیہ قائم ہو چکا ہے ، اس کا خصوصی خیال رکھنا ، دارالعلوم حقانیہ ہمارا اپنا ادارہ ہے ۔"

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا ۔

"تقسیم کے بعد جب ہم پاکستان آئے ، نئی نئی حکومت بن چکی تھی ۔ کوئی وزیر نئے کارخانے لگانے پر اصرار کر رہا تھا ۔ اور کوئی فوجی قوت بڑھانے پر مصر تھا ۔ غرض ہر شعبۂ اقتصادیات و معاشیات کو ترقی دینے پر بیانات زور و شور سے دیئے جا رہے تھے ۔ اور صنعتوں وغیرہ کے لگانے کے اعلانات ہو رہے تھے ۔ مگر کسی دینی دارالعلوم کے قیام کا اعلان کسی نے نہ کیا ۔ حالانکہ جس نظریے کے تحت یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا اس کے پیش نظر تو دینی اداروں کے قیام و استحکام کی طرف فوری توجہ دینی چاہیئے تھی ۔ اس زمانہ کے وزیر سے پوچھا گیا کہ دین کی ترقی کے لئے کیا قدم اٹھایا جائے گا ۔ اور کس قسم کا ادارہ بنایا جائے گا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم سوچ رہے ہیں ۔ لیکن ہم جو ادارے بنائیں گے وہ دارالعلوم دیوبند کی طرح نہیں ہوں گے ۔ بلکہ جامعہ ازہر جیسے آزاد خیال دینی ادارے ہوں گے ۔

بہرحال ہم نے بھی اسلامی نظریہ اور اس کی حفاظت و اشاعت کی بنا پر اللہ کا نام لے کر بغیر کسی اعلان و اپیل و تشہیر و بلا کسی چندے کے اکوڑہ خٹک کی ایک چھوٹی سی مسجد میں کام شروع کر دیا ۔ اللہ کے فضل و کرم سے اب یہ دارالعلوم اور اس کے اثرات آپ کے سامنے ہے ۔ اس کے فضلاء جہاد کے سربراہ ہیں ، مفتی ہیں ، مدرس ہیں ، معلّم ہیں ، سیاسی زعماء ہیں اور دیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اسلام کی تعلیمات کا نمونہ پیش کر رہے ہیں ۔"

"الحمد للہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء روزِ اوّل سے ایسے کارنامے انجام دے رہے ہیں جو ہر لحاظ سے نمایاں ہیں ۔ پاکستان کے اکثر دینی مدارس میں دارالعلوم کے ہی فضلاء مصروف درس ہیں ۔ تعلیم ، تبلیغ ، اشاعتِ دین ، تصنیف و تالیف ، سیاست و سیادت اور جہاد میں پیش پیش ہیں ۔" حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک مجلس کا حال لکھتے ہوئے مولانا عبدالقیوم حقانی رقمطراز ہیں

"آج اکوڑہ کی حالت جیسے بھی ہے سو ہے ۔ مگر کون نہیں جانتا چند سال قبل جہاں آج دارالعلوم حقانیہ ہے ۔ یہاں اور اس کے ارد گرد میلوں تک پانی اور درختوں کا نشان تک نہ تھا ۔ بنجر ، غیر آباد ، اور بے آب و گیاہ ، صحرائی اور پہاڑی علاقہ میں جب اللہ نے چاہا تو دارالعلوم کی شکل میں اکوڑہ کے پتھروں سے علوم و معارف کے چشمے اُبل پڑے ، فیض پھیلا اور ایسا پھیلا کہ پاکستان میں شاید ہی کوئی ایسا مدرسہ ہو جس میں دارالعلوم کا فاضل کام نہ کر رہا ہو ۔ جہاد افغانستان ایک مستقل عنوان ہے ۔ جس پر فضلائے دارالعلوم کے کردار پر ہزاروں صفحات لکھے جا سکتے ہیں ۔ پاکستان کے علاوہ بھارت ، بنگلہ دیش ، عرب ممالک بالخصوص متحدہ عرب امارت ، سعودی عرب ، افریقہ اور امریکہ اور ملکوں ملکوں میں دارالعلوم کے فضلاء پہنچے ہوئے ہیں ۔ اور دینی خدمات میں مصروف ہیں اور دینی خدمات کے اہم مناصب پر فائز ہیں ۔"

جامع مسجد

دارالعلوم کی پرشکوہ جامع مسجد ہر اعتبار سے خوشنما ، دل آویز ، پرکشش ، جاذبِ نظر اور ایمان افروز ہے ۔

جس کا بلند و بالا مینار بالیقین مینارۂ رشد و ہدایت ہے ۔ کشادہ و پُر فضا صحن روح پرور بھی اور دل فریب بھی ہے ۔ جس کا سنگ بنیاد ۲۲ شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء کو مدینہ منورہ کے مشہور عالم شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالغفور عباسی نوراللہ مرقدہ کے دستِ مبارک سے ان کی تشریف آوری کے موقع پر رکھا گیا تھا ۔ جب کہ مسجد کے صدر دروازہ کا سنگ بنیاد ۲۳ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء بروز منگل بعد نماز عصر حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ مہتمم دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی لاہور، حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی اور دیگر کئی ممتاز و مشاہیر علماء کرام کے ہاتھوں رکھا گیا ۔

تعمیر مسجد کا فنڈ الگ ہے لیکن مسجد کے مصارف پورے نہ ہونے کی صورت میں مجبورًا دارالعلوم کے تعلیمی فنڈ سے قرض حاصل کرنے کی نوبت بھی آجاتی ہے ۔ اب بحمداللہ تعالیٰ کئی لاکھ روپیہ کے مصارف سے مسجد کی تعمیر تکمیل پذیر ہو گئی ہے ۔ اس کے باوجود مسجد کے مصارف جداگانہ ہیں ۔ اس صدقہ جاریہ میں حصہ لینے والے مخیر حضرات اس سے ضرور بہرہ یاب ہوں ۔

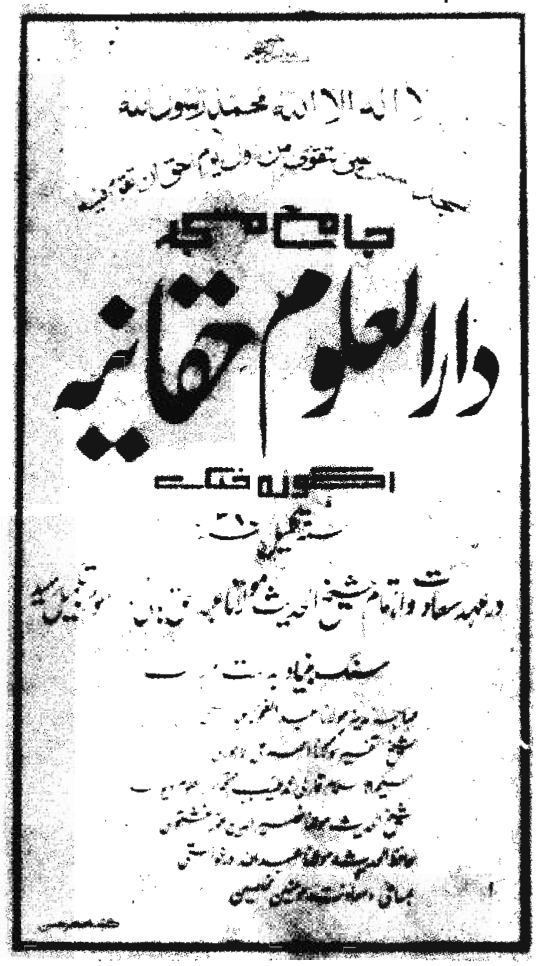

مہمان خانہ

دارالعلوم میں ہر قسم اور مختلف طبقہ کے مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔ جن میں بعض بے حد قابل احترام اہم شخصیات بھی ہوتی ہے ۔ ان کی سہولت کے لئے دارالمدرسین سے ملحق ایک پردہ دار احاطہ میں "دارالضیوف" قائم ہے ۔ جس میں ہوادار کشادہ ، فلش سسٹم اور صاف ستھرے کمرے ہیں ۔

واردین وصادرین

دارالعلوم میں ملک و بیرون ملک کے مشاہیر علم و فضل اور اکابرین تشریف لاتے ہی رہتے ہیں ۔ ایسے مشاہیر کے علوم و نصائح سے طلبہ کو مستفید ہونے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں اس کے لئے دارالحدیث میں اجتماعات کا انتظام کیا جاتا ہے ۔ پاکستان کے علاوہ بھارت، افغانستان، سعودی عرب ، اور شام کے علماء، دانشور اور سکالر طلباء کو اپنے گراں مایہ ارشادات سے محفوظ کرتے رہتے ہیں ۔

تعلیمی اور تنظیمی شعبہ جات کا اجمالی تعارف

شعبہ علوم دینیہ عربیہ

یہ شعبہ دارالعلوم حقانیہ کی روح رواں اور دینی علوم و فنون کے تحفظ کا انتہائی مؤثر ذریعہ ہے ۔ اس کی تعلیم و تدریس ور تعلیمات » میں دارالعلوم کا سب سے اہم اور بنیادی عنصر ہے ۔ جو دو درجات میں منقسم ہے ۔ کچھ تو علوم عالیہ ہیں ۔ جو مقاصد کا درجہ رکھتے ہیں ۔ اور کچھ علوم آلیہ ہیں ، جو علوم عالیہ کے ممد و معاون یا وسائل کی حیثیت کے حامل ہیں ، اس شعبہ میں قرآن مجید ، تفسیر ، اصول تفسیر ، حدیث ، اصول حدیث ، فقہ ، اصول فقہ ، میراث ، بلاغت ، علم عقائد و کلام ، منطق ، فلسفہ ، ریاضی ، تجوید و قرأۃ ، صرف و نحو ، اور مناظرہ وغیرہ کی معیاری تعلیم دی جاتی ہے ۔

اس شعبہ میں داخلہ کے متمنی ، تشنگانِ علوم نبویہ کا دارالعلوم حقانیہ کے یوم تاسیس ہی سے روز افزوں اضافہ چلا آرہا ہے ۔ مالی وسائل کی کمی اور رہائشی نظام کی قلت کے ہاتھوں بے بس ہو کر شوال میں صرف دو دن کے داخلہ سے مطلوبہ تعداد پوری ہوجاتی رہی اور سینکڑوں طلباء کو بادل نخواستہ واپس کرنا پڑتا رہا ۔ جن میں بہت بڑی تعداد ملک کے دور دراز علاقوں اور بیرون ملک کے دور افتادہ علاقہ جات کی ہوتی ہے ۔

اب تک ہزاروں کی تعداد میں طلباء دارالعلوم حقانیہ سے مستند عالم بن کر فارغ ہوچکے ہیں ۔ جو پاکستان کے علاوہ افریقہ ، ایشیا ، متحدہ عرب امارات اور مغربی ممالک میں درس و تدریس ، تصنیف و تالیف ، افتاءٔ و تشریح اور تبلیغ و ترویج دین کی شاندار خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔

درس نظامی کا تعلیمی سال ١٦ شوال سے شروع ہو کر ١٥ شعبان کو سالانہ امتحان پر اختتام پذیر ہوتا ہے ۔ سال میں تین امتحانات ہوتے ہیں ۔ صفر میں سہ ماہی امتحان ، جمادی الاول میں ششماہی اور شعبان میں سالانہ امتحان اکثر امتحانات تحریری ہوتے ہیں ۔ سوالات کے جوابات پشتو ، اردو ، فارسی کے علاوہ اکثر طلباء عربی میں لکھتے ہیں ، وفاق المدارس کے ساتھ الحاق کے بعد امتحانات وفاق کے ماتحت ہوتے ہیں ۔

تعداد اساتذہ و کارکنان

دارالعلوم حقانیہ میں اساتذہ اور انتظامی عملہ کے کارکنوں کی مجموعی تعداد ۵۰ سے زائد ہے ۔ جن میں سے چالیس اساتذہ کرام مختلف شعبوں میں پڑھاتے ہیں ۔ ان میں ایسے اولی العزم اساتذہ کرام بھی ہیں جو مسند نشین درس اور علم کے آفتاب و مہتاب

ہیں ۔ اور متعدد ایسے ماہرین علم و فضل بھی ہیں جنہیں حضرت شیخ الحدیث رحؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوا ۔ ایسے اہل علم و دانش بھی ہیں جو دارالعلوم کے تخصصات میں پڑھ کر اعلیٰ قابلیت کے حامل مصنف اور مفتی ہو گئے ہیں اور ایسے اساتذہ بھی جنہوں نے اسی دارالعلوم سے سندِ فراغت حاصل کی ہے ۔ اور ایسے اساتذہ بھی ہیں۔ جنہوں نے دنیا کے مختلف جامعات سے اعلیٰ تعلیم کی ڈگریا حاصل کی ہیں۔ اور سب ہی سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے والے اور اسلاف کی قدروں کے امین ہیں ۔

تعداد طلبہ | دارالعلوم حقانیہ میں اس وقت طلبہ کی تعداد ڈھائی ہزار ہے ۔ جو مختلف شعبوں میں زیر تعلیم ہیں ۔ جن میں سے صرف دورۂ حدیث میں سال رواں ۱۴۱۲ھ میں شرکائے حدیث ۳۰۰ ہیں ۔
باقی ہر درجہ میں تقریباً اوسط تعداد ۹۰ اور ۱۰۰ کے درمیان ہے۔

انتظامات

دارالعلوم دیوبند برصغیر کے علمی و دینی اداروں کا قبلۂ علم ہے اور اس کے ضوابط و اصول اور انتظامات مثمر برکات ہونے کے لحاظ سے آزمودہ شدہ ہیں ۔ بنا بریں دارالعلوم حقانیہ میں قواعد و ضوابط ، نظم و نسق ، تدریس و تعلیم اور امتحانات کا طریقہ وہی رائج ہے ۔ جو مرکزِ علمی دارالعلوم دیوبند میں نافذ ہے ۔

مجلس شوریٰ اور آئین

ان تمام انتظامات کو کنٹرول کرنے کیلئے ایک بااختیار مجلس شوریٰ قائم ہے ۔ بجٹ اور دیگر اہم امور کے لئے اجلاس ہوتے ہیں ۔ مقامی طور پر مہتمم صاحب کی نگرانی میں ایک مجلس منتظمہ ، انتظامی امور سرانجام دے رہی ہے ۔ دارالعلوم کی تنظیم و ترقی کے لیے مستقل دفتر قائم ہے ۔ جس میں ایک معتمد ناظم اعلیٰ ، تین نائب ناظم اور کئی دفتری ملازم کام کرتے ہیں تحصیل چندہ کے لیے سفراء کا بھیجنا ، اپیل وغیرہ کی ترسیل ۔ حسابات آمدو خرچ اور بجٹ کی تیاری وغیرہ کے علاوہ تمام تنظیمی امور اس شعبہ کے ذمہ ہیں ۔ دارالعلوم کے انتظامات وغیرہ ایک آئین کے ماتحت ہیں ۔ جس کی باقاعدہ منظوری مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ مورخہ ۴ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں دی ہے ۔ اس وقت کے اراکین مجلسِ شوریٰ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں ۔

الحاج عبدالحئی صاحب مردان ۔
محمد اقبال صاحب راولپنڈی ۔
الحاج غلام محمد راولپنڈی ۔
الحاج محمد خان ۔ سراج محمد خان مانکی شریف ۔
الحاج مظفر خان کوٹلی کلاں
الحاج ضال بادشاہ درہ آدم خیل
الحاج محمد شعیب دولت زئی مردان
حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب تنگی
جناب محمد حنیف صاحب راولپنڈی
الحاج حضرت جمال لاہور
الحاج سید افضل خان لاہور
الحاج محمد جبار لاہور تحصیل صوابی ۔
الحاج میاں محمد اکرم شاہ مردان ۔
حضرت مولانا عبدالحنان صاحب صوابی
حضرت مولانا غلام حیدر صاحب لاہور ۔
حضرت مولانا محمد یوسف صاحب و مولانا اشرف صاحب پشاور ۔
الحاج محمود صاحب راولپنڈی
الحاج میاں رسول شاہ صاحب چارسدہ ۔
جناب غلام مرتضیٰ مردان
الحاج مطیع الرحمان مردان
الحاج حکیم غلام سرور صاحب پشاور ۔
جناب رحمت اللہ صاحب دیر
حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی ۔
الحاج مشتاق صاحب راولپنڈی ۔
شیخ پرویز شاہد راولپنڈی
الحاج کیپٹن محمد انور صاحب مردان ۔
الحاج میجر نثار محمد صاحب پشاور ۔
حضرت مولانا محمد مجاہد خان نوشہرہ ۔
حضرت مولانا الحاج فضل حکیم صاحب نوشہرہ ۔
الحاج وہاب الدین جہانگیرہ ۔
مولانا الحاج قاضی فضل دیان ۔ مولانا قاضی فضل منان چارسدہ
الحاج فضل عظیم صاحب نوشہرہ
الحاج عثمان علی خان عرف دادا خان چارسدہ
الحاج بابو محمد حیات صاحب راولپنڈی ۔
الحاج رحمت اللہ نوشہرہ
خواجہ امان اللہ نوشہرہ
الحاج محمد یعقوب خان ، جہانگیرہ ۔
حضرت مولانا الحاج طاؤس خان جہانگیرہ
الحاج ڈاکٹر سید مطلب شاہ و ڈاکٹر سید جعفر شاہ پشاور
عبدالحمید خان کراچی ۷۴ء
جناب سید حبیب صاحب معرفت عبدالرحمان درہ آدم خیل ۔

الحاج وزیر محمد مردان ۔
الحاج غلام محمود نوشہرہ کلاں ۔
الحاج عمر خطاب صاحب ، صوابی ۔
الحاج محمد سلیمان و حافظ حبیب الرحمان ، پشاور ۔
حضرت مولانا میاں عصمت شاہ صاحب ، پشاور ۔
الحاج محمد الطاف صاحب ، پشاور ۔
الحاج نور محمد صاحب ، پشاور
جناب عبدالمالک ، پشاور
جناب رضا شاہ صاحب ، چارسدہ ۔
مولانا الحاج عبدالحنان ، مردان ۔
الحاج زیور شاہ صاحب ۔
مولانا محمد کریم صاحب ڈاگ ۔
الحاج ممتاز علی خان شیدو ۔
جناب افسر بہادر خٹک ۔
جناب جان محمد صاحب ، اکوڑہ خٹک
الحاج حکیم بادشاہ صاحب ، اکوڑہ خٹک ۔
میاں حضران بادشاہ ، اکوڑہ خٹک ۔
سیکرٹری صاحب ٹاؤن کیٹی ، اکوڑہ خٹک ۔
الحاج محمد عباس خان ، اکوڑہ خٹک ۔
حاجی محمد یوسف صاحب ۔
جناب حاجی غلام محمد صاحب ۔
حاجی رحمان الدین صاحب ۔
حاجی نور بادشاہ صاحب ۔
ملک محبوب الحق صاحب و مقصود الہٰی ، اکوڑہ خٹک ۔
جناب عبدالرب خان ، شیدو ۔
جناب عبدالغفور صاحب الحاج غلام محمد صاحب ، اکوڑہ خٹک ۔
جناب عماد الدین صاحب ، جناب رحمان الدین ، اکوڑہ خٹک
الحاج میاں شاہ ، مردان ۔

وفاق المدارس

مدارس عربیہ دینیہ کی مشترکہ تنظیم اور باہمی الحاق وقت کی ایک اہم ضرورت ہے ۔ اس مقصد کے لیے وفاق المدارس کی جو تنظیم قائم ہے ۔ دارالعلوم حقانیہ اس سے منسلک اور اس کا ایک اہم رکن ہے ۔ اور اس کے تنظیمی اور اصلاحی پروگراموں اور نظم جماعت کی پابندی کرتے ہوئے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے ۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ اسکے نائب صدر اور پھر سرپرست کی حیثیت سے زریں خدمات انجام دیتے رہے اسی سلسلہ میں حضرت موصوف نے تمام مدارس عربیہ سے درج ذیل اپیل کی تھی ۔

"تمام مدارس عربیہ کے ارباب کار سے حالات حاضرہ کی نزاکت کے پیش نظر اس تنظیم کی تقویت اور تائید کی پُرزور اپیل کرتا ہوں ۔ امید ہے کہ خدام علوم دینیہ کا یہ تعاون و باہمی اشتراک ہر طرح کی برکات معنویہ و ظاہریہ کا موجب ہوگا ۔ اور اس سے مدارس عربیہ کو مزید ترقیاں نصیب ہونگی"۔

رجسٹریشن

ملک کے معتمد اور مستند اداروں کیلئے حکومت کے قوانین کی رُو سے رجسٹرڈ کرانا ان کے حق میں مفید ہوتا ہے ۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں کئی دقتیں پیش آتی ہیں ۔ بنابریں دارالعلوم حقانیہ کی رجسٹریشن حسب دفعہ ۱۰۵ - SRO / سی آر اے (۳۶) سی ۔ ٹی ۔ پی / ۵۵ ہوئی ہے ۔ جس کے نتیجہ میں مرکزی حکومت کی طرف سے دارالعلوم حقانیہ کو دیا جانے والا چندہ انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ۔

علاوہ ازیں دارالعلوم کے حسابات کو صاف و منضبط رکھنے کی خاطر ہر سال تمام حساب و کتاب و رسیدات اور ادائیگی حسابات کے بل راولپنڈی میں آڈٹ کرائے جاتے ہیں ۔ اور آڈیٹرز رپورٹ ہر سال کی مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کر دی جاتی ہے ۔ جو بحمداللہ نہائت تسلی بخش اور قابل اطمینان ہوتی ہے ۔

شعبہ تخصص فی الفقہ

۱۴۰۹ھ کے تعلیمی سال کے آغاز میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں ان کے مشورہ سے حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم نے دارالعلوم میں باقاعدہ طور پر "شعبہ تخصص فی الفقہ" قائم فرمایا ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ، اور مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب زید مجدہٗ کو اس سلسلہ کے جملہ مراحل اور ذمہ داریاں سونپ دی گئی ۔ داخلہ اہلیت کی بنیاد پر ہوتا ہے ۔ پہلے سال تین طلبہ کیلئے جو دارالعلوم حقانیہ سے درس نظامی کے فاضل ہیں ۔ داخلہ کی گنجائش رکھی گئی ۔

قیام و طعام ، ریسرچ و تحقیق کے اسباب اور فراہمی کتب کے علاوہ اس شعبہ کے طلبہ کو ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے ۔ بحمداللہ ! یہ شعبہ اپنی کارکردگی ، نظام تربیت ، نصاب تعلیم ، اساتذہ کی محنت ، نگرانی اور راہنمائی اور جملہ قواعد و ضوابط کے اعتبار سے توقع سے بڑھ کر کامیاب رہا ۔

شعبہ تجوید و قرأت

دارالعلوم میں ابتدا ہی سے اس اہم ترین شعبہ کے قیام کے لیے جدوجہد جاری رہی چنانچہ ۱۹۸۱ء میں دو کنال پر مشتمل دارالمدرسین کے عقب میں ایک رقبہ حاصل کیا گیا ۔ جس کا سنگ بنیاد ۱۹ دسمبر ۱۹۸۱ء بروز جمعۃ المبارک دوپہر گیارہ بجے حضرت شیخ الحدیث نے اساتذہ اراکین اور طلبہ کی موجودگی

ہیں رکھا۔ اور جولائی ۱۹۸۶ء میں تعمیر کے مراحل طے کرکے تکمیل کو پہنچ گیا۔ دو منزلہ عمارت میں چار درس گاہیں۔ ایک کشادہ ہال، غسل خانے، بیت الخلا مطبخ اور اس شعبہ کے طلبہ کی اقامت گاہیں شامل ہیں۔ اور اسی سال اس میں تدریس کا کام شروع کر دیا گیا۔ اس وقت آٹھ اساتذہ مصروف تدریس ہیں اور دو سو پچاس طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

مدرسۃ البنات

انسان کی سب سے اولین تربیت گاہ "ماں کی گود" ہے اگر ماں تربیت یافتہ اور اسلامی علوم کے زیور سے آراستہ ہے تو اولاد کی حسن تربیت کا فریضہ کمال دانشمندی سے انجام دے گی۔ اسی ضرورت کی تکمیل کی خاطر دارالعلوم حقانیہ کا نیا شعبہ "مدرسۃ البنات" عنقریب شروع کیا جارہا ہے۔ جس کے لیے ڈیڑھ کنال کا رقبہ حاصل کرلیا گیا ہے اور تعمیر کا نقشہ بن چکا ہے انشاء اللہ جلد ہی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

شعبۂ مطبخ

عربی علوم کے طلبہ کی اکثریت نادار ہوتی ہے اسلئے پڑھنے والے طلباء کی دیگر ضروریات کے علاوہ خورد و نوش کا انتظام بلا معاوضہ دارالعلوم ہی کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے مطبخ کا ایک مستقل شعبہ قائم ہے۔ جس میں اوسطاً ہزار طلبا کھانا لیتے ہیں۔ جس پر کم و بیش دس لاکھ روپے سالانہ صرف ہوتا ہے

مطبخ کی نگرانی کے لیے ایک ناظم مطبخ مقرر ہیں۔ علاوہ ازیں تین باورچی اور ایک چپڑاسی کام کر رہا ہے۔ تمام شعبہ مطبخ کے نگران اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث کے صاحبزادہ مولانا اظہار الحق صاحب ہیں۔ دارالعلوم کی کوئی مستقل آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے مالی بے سروسامانی کے باعث مطبخ میں گنجائش نہ ہونے کی بنا پر بعض طلبا کو کھانا نہیں دیا جا سکتا۔ ان کے قیام وطعام کا انتظام مقامی اور گرد و نواح کی مساجد میں کیا جاتا ہے۔ اور گذشتہ کئی سالوں سے اکوڑہ شہر اور گرد و نواح کی مساجد میں بھی جگہیں بھر جانے کی وجہ سے قرب و جوار میں سے طلبہ کے قیام کے لئے مکانات بھی کرایہ پر لیے جاتے ہیں۔

شعبہ آب رسانی

دارالعلوم کی تعمیرات کی وسعت کی بنا پر آب رسانی مستقل شعبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک ٹیوب ویل پانچ ہارس پاور نصب ہے، پانی ذخیرہ کرنے کے لیے ایک ٹینکی بھی موجود ہے۔ لیکن پانی کی قلت کا شکوہ پھر بھی موجود۔ کیونکہ ٹیوب ویل کا پانی صرف دارالعلوم کے طلبہ ہی استعمال نہیں کرتے بلکہ مسجد کے غسل خانوں۔ استنجا خانوں اور وضو کے علاوہ اساتذہ کے کوارٹروں، طلباء کے ہاسٹلوں، مطبخ اور شعبہ تعلیم القرآن کے لئے بھی پانی پہنچایا جاتا ہے۔ دارالعلوم کے جملہ شعبہ جات کو وافر مقدار میں پانی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے ایک بڑے ٹیوب ویل اور بلند سطح کی بڑی ٹینکی کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ جس پر پندرہ لاکھ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے۔

تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول

۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۷ء کو حضرت شیخ الحدیث رحؒ نے قوم کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے ایک پرائمری اسکول قائم فرمایا جس کا افتتاح شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے فرمایا تھا حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ کا مطمع نظر یہ تھا کہ تعلیم کے معاملہ میں "دینی اور دنیوی" کی تفریق مٹا دی جائے اور عصری فنون کے ساتھ دینی علوم کی تعلیم بھی لازمی قرار دی جائے تاکہ قوم کے مستقبل کے معماروں (طلباء) میں اپنے دین کا تحفظ اور اپنی ملت سے محبت کے جذبات اجاگر ہوں۔ اور بچوں کو دارالعلوم کے روحانی اور پاکیزہ ماحول میں رکھ کر اسلامی تعلیمات سے آراستہ کیا جا سکے اس شعبہ میں اسکولوں کے مروجہ عصری نصاب کے ساتھ قرآن مجید، ضروری احکام دین، تعلیم الاسلام وغیرہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ ۱۹۶۶ء میں پرائمری سے ترقی دے کر ساتویں جماعت تک کلاسیں شروع کردی گئی تھیں اور آئندہ بتدریج ہائی کلاسز تک بڑھانے کا عزم کرلیا گیا۔ جو کہ اب بحمداللہ کئی سالوں سے ہائی سکول بن چکا ہے۔

اس شعبہ کے اسلامی نصاب کا امتحان مقامی علماء اور منظور شدہ نصاب کا امتحان محکمۂ تعلیم کے ذمہ دار افسر لیتے ہیں۔ بحمداللہ اس شعبہ کی حسن کارکردگی اور معیاری تعلیم کا اندازہ ممتحنین حضرات کی آراء سے لگایا جا سکتا ہے۔ ابتداء میں یہ شعبہ کرایہ کے مکان میں قائم تھا۔ ۱۳۸۲ھ/۶۲/۱۹۶۲ء میں دارالعلوم حقانیہ کے ایک معزز رکن مجلس شوریٰ جناب الحاج محمد اعظم خان صاحب نے دارالعلوم کے مشرقی جانب دو کنال زمین تعلیم القرآن کے لیے عنایت کی۔ جہاں ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء شیخ الاسلام مولانا قاری محمد طیب قدس سرہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دست اطہر سے سنگ بنیاد رکھا گیا۔ چنانچہ ۱۹۸۳ء مطابق ۱۴۰۳ھ کو مدرسہ تعلیم القرآن اپنی مستقل عمارت میں منتقل ہوگیا۔ لیکن بچوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ کے باعث پھر بھی ابتدائی کلاسیں گاؤں میں کرایہ پر حاصل کردہ ایک مکان میں جاری رہیں۔ تعلیم القرآن کے متصل تالاب میں زیریں منزل طلبہ کے لئے دارالاقامہ، دفاتر گودام، مختلف برآمدے اور دیگر متعلقہ کمرے تعمیر کردیئے گئے۔ جس سے عظیم الشان دو منزلہ عمارت معرض وجود میں آگئی۔ ۱۹۶۲ء میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا۔

"شعبہ تعلیم القرآن ۲۵ سال سے مسلمان بچوں کو عصری تعلیم کے ساتھ قرآن مجید حفظ و ناظرہ اور دینی ضروریات کی تعلیم دے رہا ہے۔ اس میں

پانچ صد بچے زیر تعلیم و تربیت ہیں۔"

۱۹ء میں مولانا سمیع الحق کی مساعی سے اسے ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا۔ اور ان کے سینٹ میں ترقیاتی فنڈ سے اس کی بالائی منزل جدید اور شاندار طرز پر تعمیر کی گئی میٹرک کے لئے جدید سٹاف، کمرے ضرورت کا سامان اور متعلقہ جملہ امور کی تکمیل کرائی گئی اب بحمد اللہ ہائی درجہ تک کی تعلیم کی تکمیل ہوتی ہے۔

اس وقت ستمبر ۱۹۹۱ء میں حقانیہ ہائی سکول میں اساتذہ کی تعداد ۲۲ عملہ اور چوکیدار وغیرہ ۵ اور طلبہ کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے جب کہ پرائمری حصہ اب بھی حسب سابق گاؤں میں قائم ہے۔

شعبۂ افتاء

دارالعلوم کے تبلیغی اور علمی شعبوں میں اہم ترین شعبہ "دارالافتاء" بھی ہے جس کا تعلق ملک و بیرون ملک کے عوام سے ہے۔ جو اس کے ذریعہ دینی اور فقہی مسائل میں رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ عوام اور خواص ہر نوع کے پیش آمدہ مسائل میں استفادہ کرتے ہیں۔ دارالعلوم کی علمی شہرت اور عوام میں اعتماد کی بنا پر اس شعبہ کے کام میں وقت کے ساتھ ساتھ وسعت اور اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پہلے دو ماہر علماء افتاء کا کام سرانجام دیتے رہے۔ لیکن کام کی بے پناہ بہتات کے باعث اس وقت چار جلیل القدر مفتی صاحبان مصروف کار ہیں۔ شیخ الحدیث مفتی محمد فرید مدظلہ صدر دارالافتاء ہیں جبکہ کئی محرروں کی اعانت سے فتووں کی نقول رکھنے کا اہتمام بھی ہے فقہ، تاریخ، عقائد، حدیث اور حوادث و نوازل کے احکامات پر مشتمل سوالات ہوتے ہیں۔ یہ روز افزوں اضافہ جہاں مسلمانوں کے دینی علوم اور احکام میں علماء کرام پر اعتماد و یقین کا بین ثبوت ہے۔ وہاں دارالعلوم کی مقبولیت کی واضح علامت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس دینی اعتماد و شغف میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

حضرت شیخ کی احتیاط

حضرت شیخ الحدیث رحؒ کو دارالافتاء کے مفتی حضرات کے رسوخ فی العلم اور تحقیق پر کامل اعتماد تھا۔ اور اس سلسلہ میں دارالعلوم کی مہر کی اہمیت کا احترام تھا۔ ایک مرتبہ علامہ قاضی عبدالکریم کلاچوی نے سرکاری طلاق کی شرعی حیثیت پر ایک فتویٰ تحریر فرمایا۔ جسے دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء سے تصویب و تصدیق حاصل ہوئی اور مفتی حضرات نے اپنے دستخط ثبت فرما دیئے۔ بعد میں جب وہ فتویٰ حضرت شیخ کی خدمت میں دستخط کے لئے پیش کیا گیا۔ تو اولاً آپ نے معذرت فرمائی کہ جب دارالافتاء سے تصدیق ہو گئی ہے تو میرے دستخط کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ جب آپ کو بتایا گیا کہ یہ ایک تحریک ہے۔ جسے ملک کے تمام جامعات اور اکابر علماء و مشائخ کے دستخطوں سے شائع کیا جائے گا۔ تاکہ اجتماعی طور پر متفقہ اور موثر رہے۔ تب آپ نے مفصل تحریر سن کر حسب ذیل عبارت تحریر فرما کر دستخط ثبت فرما دیئے۔

الجواب صحیح: جب حاکم شرعی قواعد و شرائط کو ملحوظ نہ رکھے تو شرعاً اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔ اور ایسے فیصلوں سے تمام مسلمانوں کو عملاً احتراز لازمی ہے۔

اس موقع پر مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہ نے گزارش کی۔ کہ دارالافتاء سے دارالعلوم کی مہر لگا دی گئی ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو آپ کی تحریر کے نیچے آپ کی ذاتی مہر بھی ثبت کر دی جائے۔ اس پر ارشاد فرمایا۔ میری ذاتی مہر کی کوئی حیثیت نہیں۔ جب دارالعلوم کی مہر آ جائے تو مہتمم کی مہر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

مولانا عبدالحلیم دیروی صاحب نے عرض کیا۔ حضرت! آپ کی مہر سب سے اہم ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں ایسا نہیں دارالعلوم کی مہر اصل ہے اور ہم سب اس کے تابع ہیں۔ جب اصل آ جائے تو توابع کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

سبحان اللہ! تواضع و انکساری کے ساتھ غایت درجہ احتیاط سے آپ کا زہد و تقویٰ آشکارا ہے۔ ورنہ عام حضرات محض ناموری کی خاطر مہر کا استعمال بے محابا کرتے ہیں۔

کتب خانہ

دارالعلوم حقانیہ کا عظیم الشان کتب خانہ ایک عالی شان دو منزلہ عمارت میں واقع ہے۔ جس میں ۱۵ ہزار درسی، غیر درسی کتب اور مخطوطات کے عظیم علمی ذخیرے محفوظ ہیں۔ ابتداء میں دارالحدیث سے ملحق ایک درسگاہ کو عارضی طور پر کتب میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ مگر تعلیمی سال کے اختتام پر کتابوں کے انبار لگ جاتے اور کتابیں اس میں سما نہ سکتی تھیں۔ لیکن اب بحمد للہ حسب ضرورت کشادہ، ہوادار ہال تعمیر کر لیا گیا ہے۔

جو طلباء کے دارالاقامہ "احاطہ قاسمیہ" کی فوقانی منزل ہے، جس پر دو لاکھ سے زائد اخراجات آئے ہیں۔

بعض حضرات نے دارالعلوم کے لئے وقف کتب کا ہدیہ پیش کیا اور بعض کتب منتظمین نے خرید فرمائیں۔ اس صدقہ جاریہ میں کتب وقف کرنے والے حضرات حسب ذیل ہیں۔

الحاج حکیم محمد ایوب صاحب ندوی پشاور۔ جناب بھائی خان صاحب تھائی لینڈ۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی لاہور۔ مولانا عبدالحفیظ مرحوم مدرس مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا۔ سابق ڈی سی صاحب پشاور معرفت جناب غلام مصطفیٰ سب جج پشاور۔ ادارہ مجلس علمی کراچی، جناب

احمد حسن عباسی ایبٹ آباد ۔ جناب حافظ رشید احمد صاحب اور الحاج فضل الرحمٰن صاحب یار ہوتی مردان ۔ منشی حنیف گل صاحب صوابی ، مولانا سلطان محمود صاحب ناظم دارالعلوم حقانیہ خاص طور پر قابل ذکر اور مستحق صد تشکر ہیں ۱۹۸۴ء میں سعودی عرب کے ادارہ البحوث العلمیہ والافتا کی جانب سے دارالعلوم کو ایک گراں قدر عطیہ موصول ہوا جس میں شرح السنۃ للبغوی ۔ المغنی لابن قدامہ ، بذل المجہود ، فتاویٰ ابن تیمیہ ، ۳۲ جلدوں میں نیل الاوطار اور ان جیسی دیگر کئی اہم کتب شامل ہیں ۔

علاوہ ازیں ، حال ہی میں سعودی عرب اور جامعہ ازہر مصر کی جانب سے بہت سی کتب کا گراں قدر عطیہ وصول ہوا ہے ۔ دس ہزار کتب کا علمی ذخیرہ جن میں دو سو سے متجاوز نہایت نایاب اور نادر الوجود مخطوطات بھی ہیں ۔ لیکن دارالعلوم جیسے مقتدر علمی ، تحقیقی اور اشاعتی ادارہ کے لئے یہ تعداد قطعاً ناکافی ہے ۔

دارالعلوم کے تعلیمی ، تبلیغی ، تصنیفی مقاصد اور افتاء کے لئے اُن قدیم و جدید تمام تصانیف کی ہمہ وقت ضرورت پیش رہتی ہے جن کا تعلق دین کے کسی بھی شعبہ کے ساتھ ہو ۔ بنابریں اب بھی بعض اہم کتب ، حواشی اور شروح کی ضرورت درپیش ہے ۔ جن کے بغیر کتب خانہ کی تکمیل ممکن نہیں ۔

تقریباً آٹھ ہزار کتب ہر سال طلباء اور اساتذہ کو مستعار دی جاتی ہیں ۔ جن کا اندراج روزنامچہ میں ہوتا ہے ۔ کتب خانہ مضبوط آہنی الماریوں سے مزین ہے ۔ ہر فن کی کتب بے حد سلیقہ سے ترتیب سے رکھی گئی ہیں ۔ جن میں تفسیر ، حدیث ، فقہ ، علوم عربیہ ، تاریخ ، مذاہب و ادیان ، شعر و ادب اور بعض عصری علوم سے متعلق کتب ہیں ۔ زیادہ تر کتابیں عربی میں ہیں ۔ فارسی ، اردو اور پشتو زبانوں کی کتابیں بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں ، کتب خانہ کی نگرانی ، کتابوں کی حفاظت ، مستعار دی جانے والی کتب اور خرید شدہ کتب کے اندراج کے لئے دو مستقل ناظم کتب خانہ کی خدمات حاصل ہیں ۔

اصول کی پابندی

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو قواعد و ضوابط دارالعلوم اور اس کے متعلقہ شعبہ جات کے وضع فرمائے تھے ان کے خود بھی سختی کے ساتھ کاربند تھے ۔ حالانکہ آپ کی حیثیت کا تقاضا یہ تھا کہ ہر ایک بات کی پابندی نہ کی جائے ۔ لیکن آپ نے کبھی بھی اپنی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی اصول کی خلاف ورزی نہیں کی اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کی خلاف ورزی قابل برداشت تھی ۔ چنانچہ حضرت علامہ عبدالقیوم حقانی زید مجدہ بیان کرتے ہیں ۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیثؒ کو کفایت المفتی ج ۹ کی ضرورت تھی ۔ میں نے کتب خانہ سے اپنے نام پر حاصل کی ناظم کتب خانہ مولانا اعجاز حسین نے رجسٹرڈ میں اندراج فرمایا ۔ لیکن استاذ محترم حضرت مولانا سمیع الحق زید مجدہ نے کتاب میرے ہاتھ میں دیکھ کر مجھ سے لے لی کہ سینٹ میں میری اس سلسلہ میں مفصل تقریر ہونے والی ہے ۔

حضرت شیخ الحدیثؒ نے ناظم صاحب سے دریافت فرمایا کہ کتب خانہ میں کفایت المفتی کے کتنے نسخے موجود ہیں ؟ انہوں نے عرض کیا حضرت ایک ہی نسخہ ہے ۔ ارشاد فرمایا جب ایک نسخہ ہے تو پھر اسے کتب خانہ سے باہر لے جانے کی اجازت کیوں دی ؟ ۔۔۔۔۔ دیکھو ! دارالعلوم دیوبند میں بھی کتب خانہ کا یہ اصول تھا اور ہمارا بھی یہی اصول ہونا چاہیئے کہ جس کتاب کا کتب خانہ میں ایک نسخہ موجود ہو ۔ تو اسے باہر لے جانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے ۔ برخوردار سمیع الحق کو ضرورت تھی تو کتب خانہ میں بیٹھ کر دیکھ لیتے ، میرے لئے بھی یہ اجازت نہیں ہونی چاہیئے ۔ دیکھئے اصول کو مدنظر رکھیے ۔۔۔۔۔ اب کیا بنے گا ۔ سمیع الحق تو چھ سات روز کے سفر پر ہیں ۔ اچھا یوں کرو کہ بازار میں کسی کتب خانے سے میرے لئے یہ کتاب ذاتی طور پر لے لیں ، میں رقم ادا کر دوں گا ۔

مولانا عبدالقیوم حقانی عرض کیا ۔ حضرت مستقل کتاب خریدنے کے بجائے مطلوبہ حصہ کی فوٹو کرالیں گے اور کل سنا دوں گا ۔ ارشاد فرمایا ۔ بہت بہتر ہے مگر دیکھنا کتب خانہ کے بارے میں اصول کو ملحوظ رکھنا ، بے قاعدگی سے نقصان ہوتا ہے اور باقاعدگی میں برکت ہوتی ہے ۔ "

شعبہ دعوت و تبلیغ

موجودہ پرفتن دور میں دینی علوم و اسلامی تعلیمات کی اشاعت و ترویج انتہائی اہم فریضہ ہے ۔ تاکہ عامۃ المسلمین کو ملحدین ، متجددین اور اسلام دشمن عناصر کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھا جاسکے ۔ اور مسلمانوں کے اذہان کو اسلام کی مقدس تعلیمات سے متاثر کیا جائے ۔ اسی غرض سے رسالے ، پمفلٹ ، کتابچے ، اشتہارات وغیرہ مفید لٹریچر شائع کیا جاتا ہے ۔ جن میں سب سے زیادہ موثر اور گراں قدر تبلیغی خدمات دارالعلوم حقانیہ کے مجلہ "الحق" نے انجام دی ہیں ۔

ماہنامہ الحق

وقت کی شدید ضرورت ، متعلقین اور معاونین کی انتہائی خواہش سے بر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۵ء سے الحق کے نام سے ایک علمی ، دینی ، تبلیغی اور اصلاحی مجلہ جاری کر دیا گیا ہے ۔ اس علمی ترجمان کو ملک اور بیرون ملک جو قبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی ہے ۔ وہ بے حد قابل رشک ہے ۔ برصغیر کے اہل علم و قلم ، ارباب فکر و دانش ، علماء و صلحاء اور معاصر مجلات و رسائل نے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا ۔ بے شمار احباب

نے اس کے فروغ واشاعت میں بے پناہ دلچسپی لی۔ اور اکابر علم وفضل نے اپنے بہترین علمی وفکری نگارشات سے مزین کیا۔

اسی علمی مجلہ کے ذریعہ دارالعلوم کا اپنے معاونین ومتعلقین کے ساتھ مستقل ربط وتعلق بھی قائم ہے۔ مستقل خریداروں کے علاوہ ملک اور بیرون ملک کے کئی ممتاز اہل علم، علمی مراکز، لائبریریوں اور اخبارات ورسائل کے نام بڑی تعداد میں پرچہ اعزازی طور پر بھیجا جاتا ہے۔

الحق کا حلقۂ قارئین اگرچہ وسیع اور ترقی پذیر ہے۔ مگر پھر بھی اعلیٰ طباعت، معیاری کتابت، عمدہ کاغذ اور بلند معیار کی وجہ سے یہ رسالہ اب تک اپنے مصارف کا متحمل نہیں ہوسکا۔ اور عظیم تر تبلیغی مقاصد کی غرض سے تقریباً ایک تہائی اخراجات دارالعلوم برداشت کررہا ہے تاہم اعلاء کلمۃ الحق اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے۔ مولانا سمیع الحق مدیر اور مولانا عبدالقیوم حقانی اسکے نائب مدیر ہیں۔

الحق کو دنیائے علم وصحافت کا خراجِ تحسین

الجمیعۃ دھلی: علمی جواہر پاروں سے آراستہ، تسکینِ حیات اور ہمہ گیر جذبہ کی متحرک تصویر (مولانا محمد میاں دہلویؒ)۔ **ماھنامہ دارالعلوم دیوبند**: پاکستانی جرائد میں "الحق" کا ایک نیا اور خاص مقام (ازہر شاہ قیصر)۔ **ماھنامہ بوھان دھلی**: مولانا سعید احمد اکبر آبادی، علمی بھی دینی بھی عہد جدید کے فکری فتنوں پر تنقید بھی، ادبی چاشنی بھی، **صدق جدید لکھنؤ**: (عبدالماجد دریابادی) مذہبی علمی دلچسپ، شگفتہ وقیع پُر از معلومات، پھر خشک اور نرا مولویانہ بھی نہیں، الحق کو تجربہ کیلئے کھولا تو دل لگ گیا۔ **الفرقان لکھنؤ**: الحق نے اس راہ کے تجربہ کاروں کو مات کردیا۔ **قاری محمد طیب دیوبند**: (ایک اداریہ کے بارہ میں) انشاء وادب بھی ماشاء اللہ زبان اور سلاست بیان بھی قابل قدر اور لائق صد تحسین (یہ اداریہ میرے لیے) دستاویز نجات ہے۔ **مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھنؤ**: الحق دیکھنے سے ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مرض کی صحیح تشخیص کرلی ہے، ندوۃ العلماء کے اساتذہ وطلبہ استفادہ کرتے رہتے ہیں، خصوصاً اداریئے بہت ہی جاندار اور از دل خیزد بر دل ریزد کا صحیح مصداق ہے۔ **مولانا ابوالوفاء افغانیؒ حیدرآباد دکن**: ماشاء اللہ بہت ہی علمی اور معیاری مجلہ۔ **مولانا زکریا شیخ الحدیث سہارنپوریؒ**: دارالعلوم اور ماہنامہ الحق کے لیے ہر نوع ترقیات سے نوازنے کا دعاگو ہوں۔ **مفتی محمد شفیع دیوبندی**: الحق وقت کی ضرورت۔ **مولانا ظفر احمد عثمانیؒ**: الحاد، تحریف تجدد کے خلاف مضامین الحق میں بھیجا کرونگا۔ **علامہ محمد یوسف بنوریؒ**: اداریہ پڑھ کر دل سے دعانکلی بے حد مسرت ہوئی اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ **علامہ شمس الحق افغانی**: معیاری پرچہ کے اصول پر پورا اور معیاری الہیت کی راہ پر گامزن۔ **ڈاکٹر حمید اللہ پیرس**: الحق بھیجنے کا ممنون ہوں۔ **پروفیسر حسن عسکری**: دین کی مدافعت کا کام انصاف واعتدال کے ساتھ اس کے برابر کوئی اور رسالہ نہیں پہنچ سکتا۔ حق بات کے بے خوف اداریئے۔ **حکیم محمد سعید ھمدرد**: اسلام کے مختلف پہلوؤں، تعلیم سیاست تاریخ قرآن وحدیث کا جامع۔

ترجمانِ دین (پندرہ روزہ)

حال ہی میں دارالعلوم میں قوم کے قومی وملی اور سیاسی خدمت اور رہنمائی "ترجمانِ دین" کے نام سے نیا رسالہ شروع کیا گیا ہے۔ جس کا پہلا شمارہ مئی ۱۹۹۱ء کو منظر عام پر آیا ہے۔ یہ رسالہ جمعیت علماء اسلام کی سیاسی سرگرمیوں کی ترجمانی کرتا ہے۔ پارلیمنٹ میں قائد جمعیت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور جمعیت کے اراکین پارلیمنٹ کی نفاذ اسلام "بصورت شریعت بل" کی تابناک کوششوں سے عوام الناس کو باخبر رکھنا اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اسلام دشمن قوتوں کا سیاسی پلیٹ فارم سے بھرپور مقابلہ کرنا، اس کے نصب العین میں شامل ہے۔ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی اس کے مدیر ہیں۔ جو انتہائی جاں فشانی سے اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں

ذیل میں بطور نمونہ ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۲ء سالانہ مجلسِ شوریٰ میں پیش کردہ بجٹ رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

ذرائع آمدنی

مقامی وبیرونی اراکین کرام کے مساعی جمیلہ سے انیس ہزار سات سو اٹھانوے روپے اکتالیس پیسے (۱۹۷۹۸-۴۱) اور سفرائے دارالعلوم حقانیہ کے ذریعے چھبیس ہزار بیالیس روپے چوراسی پیسے (۲۶۰۴۲-۸۴) کی رقم موصول ہوئی۔ اس کے علاوہ فضلاء دارالعلوم حقانیہ نے ایک ہزار دوسو انتالیس روپے چھیاسٹھ پیسے (۱۲۳۹-۶۶) کی مالیت بہم پہنچائی اور مبلغ اٹھائیس ہزار ایک سو اکتر روپے پینتالیس پیسے (۲۸۱۷۱-۴۵) معطیان کرام نے بذریعہ اہتمام خود یا بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائے۔ اور مبلغ پچپن روپے بارہ پیسے باغیچہ سے سبزی کی آمدنی ہوئی۔ اور مبلغ ایک سو چون روپے لاؤڈ سپیکر کا کرایہ موصول ہوا۔ اور معاوضات کھاتہ میں جو بوسیدہ بولیاں قرآن مجید انجمن حمایت الاسلام والے جو جناب شجاع الدین صاحب آف سکھر نے ایک سو نسخے اور مالک سندھ آرمری صدر بازار حیدرآباد نے پچاس نسخے اور مولانا صاحبزادہ عبدالجلیل صاحب فاضل دیوبند ژکوڑی نے سات نسخے عنایت فرمائے۔ ان میں سے چند نسخوں کی قیمت یا جو غلہ بیرونی مقامات کا چندہ میں بذریعہ سفراء فروخت کیا گیا۔ اور دیگر ردی شدہ سامان کی قیمت فیس سندات فراغت۔ چرم قربانی کی قیمت ایک ہزار نو سو سولہ روپے تین پیسے (۱۹۱۶-۰۳) کی آمدنی ہوئی۔ اور مقامی ٹاون کمیٹی نے آٹھ سو اسی (۸۸۰-۰۰) روپے کی رقومات عنایت فرمائی۔

چنانچہ ان تمام حضرات کی مساعی جمیلہ سے امسال اٹھتر ہزار دو سو ستاون روپے اکیاون پیسے (۷۸۲۵۷-۵۱) کی مجموعی آمدنی ہوئی جس کو سابقہ بقایا: تعلیمی اٹھاسی ہزار چھ سو چھتیس روپے اٹھاون پیسے (۸۸۶۳۶-۵۸)، تعمیری بیس ہزار پانچ سو روپے چورانوے پیسے (۲۰۵۰۰-۹۴)

ایک لاکھ نوہزار ایک سوسینتیس روپے باون پیسے (۵۲-۱۰۹۱۳۷) کے ساتھ ملاکر ایک لاکھ ستاسی ہزار تین سو پچانوے روپے تین پیسے (۳-۱۸۷۳۹۵) ہوئے۔ امسال کے واقعی مجموعی اخراجات ایک لاکھ چار ہزار ایک سو چوہتر روپے ترپن پیسے (۵۳-۱۰۴۱۷۴) وضع کرنے کے بعد تریاسی ہزار دو سو بیس روپے پچاس پیسے (۵۰-۸۳۲۲۰)

مصارف

	پیسے		روپے
مطبغ	۸۴	-	۲۶۸۷۶
کتب	۳۸	-	۱۰۲۸
دفتری ضروریات	۴۲	-	۱۶۰
ڈاک	۷۹	-	۱۱۷۳
تنخواہ الاولنس	۲۹	-	۳۰۵۹۸
کرایہ مکانات	۰۰	-	۱۲۹۸
امتحانات	۲۵	-	۱۰۱
روشنی	۲۷	-	۱۴۶۰
اشاعت	۰۳	-	۱۳۰۳
سفارتی خرچہ	۴۷	-	۹۶۸۰
تعلیم القران	۷۵	-	۴۸۱۳
سامان	۵۸	-	۱۳۱۳
متفرق	۲۴	-	۱۵۱
سالانہ جلسہ	۷۲	-	۴۹۲۳
مرمت واٹر پمپ	۷۵	-	۳۱۰
باغیچہ	۲۷	-	۲۰۶
تعمیرات از تعلیمی فنڈ	۰۰	-	۲۷۱۴۲
آڈٹ	۰۰	-	۱۲۵
فیس وفاق المدارس	۰۰	-	۳۷۰
مرمت لاؤڈ سپیکر	۵۶	-	۱۲۸
فٹنگ	۷۵	-	۲۲۱
پائپ برائے واٹر پمپ مسجد	۲۱	-	۳۸۳
متفرق بنک کے چیک کی فیس	۰۶	-	۲۴

نقشہ میزانیہ

برائے سال ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۰/۹۱ء

۱-	مطبع -	۰۰۰	۰۰	۹
۲-	ڈاک -	۰۰۰	۹	
۳-	نقد امداد -	۰۰۰	۵۰	
۴-	روشنی فٹنگ -	۰۰۰	۹ -	
۵-	صابن -	۰۰۰	۱۵	
۶-	اخبارات -	۰۰۰	۴	
۷-	طباعت واشاعت -	۰۰۰	۱۵	
۸-	امتحانات -	۰۰۰	۷	
۹-	باغیچہ -	۰۰۰	۱۳	
۱۰-	کتب خریداری وجلد بندی -	۰۰۰	۳۰	
۱۱-	ٹیلیفون -	۰۰۰	۴۳	
۱۲-	بینک چارج -	۲۰۰		
۱۳-	سفارت -	۰۰۰	۰۰	۱
۱۴-	سیٹشنری -	۰۰۰	۱۰	
۱۵-	تنخواہ مع الاؤنس مدرسین -	۰۰۰	۰۰	۶
۱۶-	تعلیم القرآن ہائی سکول -	۰۰۰	۰۰	۳
۱۷-	اخراجات اراضی طورو -	۰۰۰	۲	
۱۸-	سامان خرید و فروخت -	۰۰۰	۳۰	
۱۹-	آب رسانی -	۰۰۰	۲۰	
۲۰-	آڈٹ فیس -	۰۰۰	۴	
۲۱-	وفاق المدارس -	۲۰۰	۱	
۲۲-	درس ریکارڈ -	۰۰۰	۳	
۲۳-	لاؤڈ سپیکر مرمت -	۰۰۰	۱	
۲۴-	سوئی گیس -	۰۰۰	۶۰	
۲۵-	ہنگامی صفائی -	۰۰۰	۲	
۲۶-	واٹر پمپ -	۰۰۰	۲	
۲۷-	تبلیغ مطبوعات مؤتمر -	۰۰۰	۶	
۲۸-	مرمت تعمیرات -	۰۰۰	۹۰	
۲۹-	پلاٹ بھرائی ڈھوائی -	۰۰۰	۰۰	۲
۳۰-	مسجد خطیب ومؤذن -	۰۰۰	۳	
۳۱-	احاطہ بندی -	۰۰۰	۵۰	۲
۳۲-	ماہنامہ الحق -	۰۰۰	۸۰	۲
۳۳-	تجہیز وتکفین -	۰۰۰	۴	
۳۴-	کرایہ مکانات -	۴۰۰	۲	
۳۵-	تعمیر دار الاقامہ -	۰۰۰	۰۰	۱۰
۳۶-	ٹیوب ویل -	۰۰۰	۵۰	۲
		۸۰۰	۴۹	۴۳